Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
فون: ۴۴۹ — ایڈیٹر: نسیم سیفی — رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۲/۷۷ | جمعرات - ۱۷ ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ - ۲۱ ہجرت ۱۳۷۱ہش - ۲۱ مئی ۱۹۹۲ء | نمبر ۱۱۸

خالی وعظ کافی نہیں

یہ یاد رکھا جائے کہ خالی وعظ کرنا کافی نہیں بلکہ یہ بھی معلوم کرتے رہنا چاہیئے کہ لوگ ان باتوں پر عمل کرتے ہیں یا نہیں اور آیا وہ باتیں انہوں نے سمجھ لی ہیں یا ابھی ان کو اور سمجھانے کی ضرورت ہے۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ خواہ ان کے سامنے کتنی لمبی تقریر کرو۔ بعد میں دریافت کرنے پر پتہ لگتا ہے کہ انہوں نے کچھ بھی نہیں سمجھا۔

(اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت سیدنا فضل عمر۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے ۹ مارچ ۱۹۵۱ء)

قراردادِ تعزیت

وقف جدید انجمن احمدیہ

وقف جدید انجمن احمدیہ ربوہ کا یہ غیر معمولی اجلاس حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی وفات پر انتہائی غم اور افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ حضرت سیدہ نے تین ماہ کا لمبا عرصہ بیماری میں گذارا۔ جماعت احمدیہ کے سب افراد نے ان کی صحت یابی کے لئے نہایت عجز و نیاز سے دعائیں کیں اور صدقات بھی دیئے لیکن اللہ تعالیٰ کا فیصلہ غالب آیا۔ اور آپ ۲۔ اور ۳۔ اپریل کی درمیانی شب کو اپنے خالق و مالک کے حضور حاضر ہو گئیں۔

حضرت سیدہ موصوفہ کی وفات ہمارے پیارے آقا، آپ کی اولاد، خاندان حضرت بانی سلسلہ اور جماعت احمدیہ کے لئے ایک عظیم صدمہ ہے ان کی وفات سے ایک بہت بڑا خلا پیدا ہوا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس عظیم صدمہ کا مداوا فرمائے اور حضور کے لئے اور حضور کے خاندان کے لئے رحمتوں کے دروازے کھولے۔ حضور نے اور حضور کے خاندان کے افراد نے اس عظیم صدمہ کے وقت جو صبر کا نمونہ دکھایا ہے اللہ تعالیٰ اس کو نوازے اور آسمان سے ایسا رحمت کا نشان دکھائے جو سب دکھ درد بھلا دے۔

حضرت سیدہ موصوفہ کی والدہ ماجدہ سیدہ امۃ السلام صاحبہ حضرت بانی سلسلہ کی زندگی میں پیدا ہونے والی حضور کی پہلی پوتی تھیں۔

پھر آپ اس عظیم الشان انسان کے عقد میں آئیں جن کو اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کا چوتھا امام بنایا۔ سیدہ موصوفہ حضور کے ہمراہ غیر ملکی دوروں میں بھی رہیں اور اپنی خداداد صلاحیتوں سے حضور ایدہ اللہ کا فعال ساتھی بن کر دکھایا اور سفر و حضر میں حضور کی ہر ضرورت کا پورا خیال رکھا۔

ہمارے پیارے آقا امامت کے عظیم مرتبہ پر فائز ہونے سے پہلے لمبا عرصہ وقف جدید انجمن احمدیہ کے ناظم ارشاد رہے اس دوران حضور اور حضرت بیگم صاحبہ کا سلوک کارکنان وقف جدید سے اس قدر محبت بھرا رہا کہ سب خادمان اور کارکنان محسوس کرتے تھے کہ حضور کے خاندان کا ہی حصہ ہیں۔ اس مشفقانہ سلوک کی بناء پر کارکنان وقف جدید کیلئے حضرت بیگم صاحبہ کی وفات قومی صدمہ کے علاوہ ذاتی صدمہ کی طرح ہو گئی ہے اور سب کارکنان کے دل آپ کی وفات سے بہت آزردہ اور دکھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت سیدہ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہر لحظہ درجاتِ قرب میں بڑھاتا چلا جائے اور آپ کی اولاد کو دینی و دنیوی برکات عطا کرے اور اپنے فضلوں سے نوازے نیز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا معین و مددگار ہو اور صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی بابرکت عمر عطا فرمائے۔

مجلس عاملہ انصار اللہ۔ پاکستان

مجلس عاملہ انصار اللہ پاکستان کے تمام اراکین نے حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اندوہناک وفات کی خبر انتہائی رنج و غم اور دلی درد و کرب کے ساتھ سنی۔

آپ کی شادی ۱۹۵۷ء میں ہوئی۔ اس طرح آپ کو حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ۳۴ سال سے زائد عرصہ تک کی رفاقت نصیب ہوئی۔ جس میں سے قریباً دس سال کا عرصہ زمانۂ امامت میں گذرا۔

حضرت سیدہ بیگم صاحبہ طبعاً سادگی پسند، بااخلاق، منکسر المزاج، کم گو، سنجیدہ تصنع سے پاک، نرم خو اور انتہائی عزم و حوصلہ سے کام لینے والی مبارک خاتون تھیں خصوصاً ۱۹۸۴ء کی نقل مکانی کے بعد آپ نے جس طرح انتہائی وقار، محنت، عزم و ہمت، خندہ پیشانی، کامل استقلال اور وفاداری بلکہ جانثاری کے ساتھ امامت کی ذمہ داریاں ادا کرنے کے دوران حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ قابل قدر تعاون کیا۔ اس پر ساری جماعت کے جملہ انصار بھی ہمیشہ آپ کے ممنونِ احسان رہیں گے۔

امامتِ رابعہ کے انتہائی مصروف، تیز ترین اور بھرپور عالمگیر مساعی سے معمور دور میں آپ کو ہمارے محبوب آقا کا ہر حال میں ساتھ دینے کی توفیق و سعادت ملی۔ جس کا دائرۂ کار ایشیاء۔ یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ اور آسٹریلیا کے پانچ براعظموں تک پھیلا ہوا ہے۔ گویا زمین کا اکثر حصہ آپ کی خدمات پر ہمیشہ گواہ رہے گا۔

الغرض ایک مصروف و مقبول مثالی زندگی گذار کر حضرت سیدہ بیگم صاحبہ طویل علالت کے سبب ایک سو ستائیس ممالک میں پھیلی ہوئی عالمگیر جماعتِ احمدیہ کے تمام مرد و زن کی دلی دعاؤں کے جلو میں رمضان المبارک کی آخری مقبول ساعتوں میں اپنے مولائے حقیقی کی طرف روانہ ہو گئیں۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

جماعت احمدیہ کراچی

جماعت احمدیہ کراچی جب سے حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی علالت نے تشویشناک صورت حال اختیار کی تھی ہر احمدی بھائی اور بہن تازہ ترین صورتِ حال جاننے کے لئے بے چین رہتے تھے۔ اس دوران دعاؤں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو اجتماعی اور انفرادی صدقات کی بھی توفیق عطا فرمائی۔

حضرت بیگم صاحبہ طبعاً بڑی حلیم، ملنسار اور ہنس مکھ واقع ہوئی تھیں۔ انہوں نے اپنے عظیم شوہر کی عظیم ترین ذمہ داریوں کے نبھانے میں مثالی رفاقت اور معاونت کا کردار ادا کیا۔

اس کے علاوہ جن جماعتوں کی طرف سے تعزیتی قراردادیں موصول ہوئی ہیں ان کی فہرست ذیل میں درج ہے۔

جماعت احمدیہ ناصر آباد سٹیٹ۔ لجنہ اماء اللہ دارالصدر شرقی نمبر ۲ ربوہ۔ مجلس انصار اللہ ضلع بہاولنگر۔ مجلس انصار اللہ چک ۱۸۴/۷-R ضلع بہاولنگر۔ جماعت احمدیہ چک ۱۸۴/۷-R ضلع بہاولنگر۔ لجنہ اماء اللہ چک ۱۸۴/۷-R ضلع بہاولنگر۔ جماعت احمدیہ خانیوال۔ جماعت احمدیہ باندھی۔ لجنہ اماء اللہ دارالرحمت غربی نمبر ۲ ربوہ۔ مجلس انصار اللہ شرقی اسلام آباد۔ جماعت احمدیہ حلقہ کوارٹرز تحریک جدید ربوہ۔ مجلس انصار اللہ کنری ضلع میرپور خاص سندھ۔ مجلس خدام الاحمدیہ چک نمبر ۱۸۴/۷-R ضلع بہاولنگر۔ مجلس خدام الاحمدیہ قیادت گلبرگ لاہور۔ جماعت احمدیہ اوکاڑہ کینٹ۔ جماعت احمدیہ جہلم شہر۔ جماعت احمدیہ گنڈا سنگھ والا چک ۲۱۹ ر ب ضلع فیصل آباد۔ جماعت احمدیہ نوشہرہ کینٹ۔ جماعت احمدیہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ۔ مجلس انصار اللہ ربوہ۔ مجلس انصار اللہ دہلی گیٹ لاہور۔ مجلس انصار اللہ ماڈل ٹاؤن لاہور۔ لجنہ اماء اللہ ضلع راولپنڈی۔ جماعت احمدیہ شکاگو (امریکہ)۔ جماعت احمدیہ منگلا ڈیم۔ پرنسپل و سٹاف وقف نو سکول ربوہ۔ مجلس انصار اللہ ضلع کراچی۔ مجلس انصار اللہ اسلامیہ پارک لاہور۔ مجلس انصار اللہ ضلع [illegible] وسنگر۔ جماعت احمدیہ مغل پورہ لاہور۔ جماعت احمدیہ گوجرانوالہ شہر۔ جماعت احمدیہ بورے والا ضلع وہاڑی۔ جماعت احمدیہ گجرات شہر۔ جماعت احمدیہ ۱۱-ایل/۶ ضلع ساہیوال۔ جماعت احمدیہ مرالہ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات۔ جماعت

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۱ ۔ ہجرت ۱۳۷۱ ہش ۔ ۲۱ ۔ مئی ۱۹۹۲ء

تکبّر سے بچنے کا طریق

بعض ایسے الفاظ ہیں جو اصطلاح کا رنگ اختیار کر جاتے ہیں ۔ یوں تو آسانی سے سمجھے جا سکتے ہیں لیکن جتنا ان کی گہرائی میں جائیں اور مختلف زاویوں سے ان کو دیکھیں اتنی ہی ان میں وسعت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے ۔ شائد اسی لئے کہا جاتا ہے کہ بُرے آدمیوں کی نیکیاں بھی نیکوں کے لئے بعض اوقات بَدی کا رنگ رکھتی ہیں ۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ نیک آدمی زیادہ گہرائی میں جا کر غور کرتا ہے تو وہ بات جسے ایک عام آدمی نیکی سمجھتا ہے وہ اسے کوئی نیکی نہیں لگتی ۔

ایسے ہی الفاظ میں سے ایک لفظ تکبّر بھی ہے ۔ ہم سب اس کے معنے جانتے ہیں ۔ کوئی مانے نہ مانے ہم اپنی سمجھ بُوجھ کے مطابق کہہ دیتے ہیں کہ فلاں شخص بڑا متکبّر ہے ۔ اگر اس سے بات کی جائے تو شائد کبھی نہ مانے اور کہے مَیں تو حقیقت کا اظہار کرتا ہوں ۔ اور یہ اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ تکبّر کے زاوئے کیا کیا ہیں اور یہ بات کس کس طرح سامنے آتی ہے اور لوگ اسے کس طرح دیکھتے اور اس کے متعلق اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں ۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے ۔ فرماتے ہیں :

> "تکبّر کئی قِسم کا ہوتا ہے ۔ کبھی یہ آنکھ سے نکلتا ہے جبکہ دوسرے کو گھور کے دیکھتا ہے تو اس کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے ۔ کبھی زبان سے نکلتا ہے ۔ اور کبھی اس کا اظہار سَر سے ہوتا ہے اور کبھی ہاتھ اور پاؤں سے بھی ثابت ہوتا ہے غرضیکہ تکبّر کے کئی چشمے ہیں اور صاحب ایمان کو چاہیئے کہ ان تمام چشموں سے بچتا رہے اور اس کا کوئی عضو ایسا نہ ہو جس سے تکبّر کی بُو آوے ۔ اور وہ تکبّر ظاہر کرنے والا ہو ۔"

حضرت اقدس کے اس ارشاد میں بنیادی نکتہ یہ ہے کہ تکبّر کئی طریق سے ظاہر ہوتا اور انسان کے جسم کے ہر حصّے سے اس کے نکلنے کا امکان ہوتا ہے ۔ اس سے بچنے کی صرف یہ صورت ہے کہ انسان اپنے جسم کے ہر حصّہ کے متعلق سوچتا رہے کہ جو کام وہ کر رہا ہے ۔ ہاتھ سے ۔ پاؤں سے ۔ آنکھ سے ۔ سَر سے ۔ کان سے ۔ وہ تکبّر کا اظہار تو نہیں کرتا ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تکبّر سے محفوظ رکھے ۔

مادر پدر آزاد ہیں وہ ننگِ وطن ہیں
وہ گندہ دہن ، گندہ دہن ، گندہ دہن ہیں
تہذیب و تمدّن نے کبھی چھُو کے نہ دیکھا
وہ اپنے خیالوں کی غلاظت میں مگن ہیں

ابوالاقبال

ہر گام مِرے عزمِ سفر ہی کا صِلہ ہے
منزِل نے قریب آ کے بہت ساتھ دیا ہے

اشکوں سے بھی لکھتے ہیں کئی لوگ کہانی
مَیں خُون سے لکھتا ہوں کہ خوں بیش بہا ہے

انصاف کی اُمّید نہ توڑ اے مرے منصف
انصاف ہی انسان کی توجیہہِ بقا ہے

کھُلتی ہیں تری سمت مرے شوق کی راہیں
تُو ہے کہ کسی اور طرف دیکھ رہا ہے

جس بات سے تم مجھ کو ڈراتے ہو وہ کیا ہے
میری تو حیاتِ ابدی مَوت نما ہے

وہ میرے تعاقب میں چلے آئیں گے کب تک
مَیں دَوڑ رہا ہوں تو انہیں سانس چڑھا ہے

نفرت سے تراشی ہے مسرّت ترِے دل نے
مَیں ہوں کہ مرا غم بھی محبّت کی عطا ہے

راتوں کو جو دھیمی سی صدا دیتا ہے مجھ کو
مَیں خوب سمجھتا ہوں وہی میرا خدا ہے

کانٹے بھی مجھے آبلہ پا دیکھ کے بولے
آ تجھ کو بتائیں کہ تری راہ میں کیا ہے

معیوب ہے اوروں کو مرے خط کا سُنانا
مَیں نے تو جو لکھّا ہے ترے نام لکھا ہے

رہتی ہے نسیم ان سے ملاقات تو اکثر
چُپ رہنے کا دونوں نے مگر عہد کیا ہے

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

حضرت امام جماعت احمدیہ الاوّل

اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے

حضرت مولوی نورالدین امام جماعت احمدیہ الاوّل بھیرہ ضلع شاہ پور کے رہنے والے تھے۔ آپ نے اپنی زندگی کے ابتدائی ایام علم دین اور علم طب کے سیکھنے میں خرچ کئے اور چونکہ طبیعت نہایت درجہ نیک اور سادہ تھی اور ذہن انتہائی طور پر زیرک اور رسا پایا تھا اس لئے ظاہری علم نے باطنی جوہر کے ساتھ مل کر ایک خاص قسم کی شان پیدا کر دی تھی۔ میں اپنے ذوق کے مطابق آپ کی اس شان کو مرتبت کے ذریعہ ظاہر کیا کرتا ہوں۔ کیونکہ میرے نزدیک حضرت امام جماعت احمدیہ الاوّل کے کسبی اور وہبی اور دلی اور دماغی کمالات کا خلاصہ ان چار قسم کی ت میں آجاتا ہے یعنی تبحر تصوف۔ توکل اور تواضع۔

ظاہری علم کی تحصیل سے فارغ ہو کر حضرت امام جماعت احمدیہ الاوّل نے ریاست جموں و کشمیر میں شاہی طبیب کے طور پر ملازمت اختیار کی۔ اور اس خدمتِ خلق میں وہ شان پیدا کی کہ دیکھتے ہی دیکھتے راجہ اور پرجا ہر دو کے دل میں گھر کر لیا۔ حتیٰ کہ کشمیر کے موجودہ راجہ کے والد (جو) اپنے زمانہ کے راجہ صاحب کے بھائی تھے کے ساتھ حضرت کے تعلقات تو گویا بالکل دوستوں کی طرح ہو گئے اور یہی دوستی بالآخر اندرونی رقابتوں کی وجہ سے حضرت کے اخراج از کشمیر کا باعث بنی۔ مگر آپ کا یہ اخراج قدرت کی ایک مخفی تار تھی۔ جس نے آپ کو کشمیر سے نکال کر حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قدموں میں لا ڈالا اور اس کے بعد آپ ہمیشہ کے لئے قادیان ہی کے ہو گئے اور ایک پاک مٹی کا دوسری پاک مٹی سے جوڑ مل گیا حضرت امام جماعت احمدیہ الاوّل اپنے زمانہ کشمیر کے واقعات درس وغیرہ کے موقعہ پر اپنے مخصوص انداز میں اکثر سنایا کرتے تھے۔

ابھی آپ کشمیر میں ہی تھے کہ آپ کو حضرت بانیٔ سلسلہ کے ساتھ غائبانہ تعارف حاصل ہوا۔ جس کا موقعہ غالباً براہین احمدیہ کے ابتدائی حصہ کی اشاعت کے ذریعہ میسر آیا تھا اور اس کے بعد غائبانہ رنگ میں ہی خط وکتابت کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ جو مزید حسنِ ظن اور جذب و کشش کا باعث بنا۔ اس وقت تک حضرت بانیٔ سلسلہ کا ابھی سلسلہ بیعت بھی شروع نہیں ہوا تھا اور نہ کوئی جماعت تھی۔ اسی زمانہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ الاوّل حضرت بانیٔ سلسلہ کی زیارت کے لئے قادیان تشریف لے گئے یہ اس روحانی استاد و شاگرد کی پہلی ملاقات تھی اور حضرت امام اوّل اپنے درسوں وغیرہ میں اس ملاقات کا ذکر بڑی محبت اور شوق کے ساتھ سنایا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ جب میں پہلی دفعہ حضرت بانی سلسلہ سے ملنے کی غرض سے قادیان گیا تو بٹالہ سے یکہ میں بیٹھ کر قادیان پہنچا۔ جب میں (بیت) مبارک والے چوک میں پہنچا تو میں نے یکہ سے اترتے ہی ایک شخص سے پوچھا کہ "مرزا صاحب کہاں ہیں"؟ اس وقت چونکہ حضرت بانیٔ سلسلہ گویا گمنامی کی حالت میں تھے اور مقامی طور پر تو بہت ہی کم لوگ حضور کو جانتے تھے اور قادیان میں حضور کے چچا زاد بھائی مرزا امام دین صاحب اور مرزا نظام دین صاحب ہی مشہور و معروف تھے۔ اس لئے اس شخص نے یہ سمجھ کر کہ یہ نووارد انسان غالباً ان مرزا صاحبان کے متعلق پوچھتا ہو گا۔ ان کے دیوان خانہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اندر چلے جاؤ مرزا صاحب یہیں بیٹھے ہوں گے۔ حضرت امام اوّل فرمایا کرتے تھے کہ میں نے جو آگے بڑھ کر دیوان خانہ میں جھانکا تو وہاں صحن میں یہ ہر دو "مرزے" مجلس جمائے بیٹھے تھے اور پرانے زمیندار طریق پر ان کے ارد گرد بعض دوسرے لوگ بھی جمع تھے اور حقہ کا دور چل رہا تھا۔ حضرت امام اوّل فرماتے تھے کہ اس نظارہ کو دیکھ کر مجھے ایسا دھکا لگا کہ میں نے فوراً پلٹ کر یکہ والے کو آواز دی کہ تم ابھی ٹھہرو میں بھی شاید تمہارے ساتھ ہی واپس چلا جاؤں گا۔ اس کے بعد میں مزید تسلی کی غرض سے دیوان خانہ کے اندر گیا اور حاضرین مجلس کو بلند آواز سے سلام کیا۔ فرماتے تھے کہ خدا نے مجھے اس قلبی دکھ سے کہ میں کہاں آگیا ہوں۔ جلدی نجات دینے کے لئے ایسا فضل فرمایا کہ میرا اسلام سنتے ہی مرزا امام دین صاحب اور مرزا نظام دین صاحب میں سے کسی نے یا شاید کسی اور شخص نے کہا کہ آپ نے غالباً مرزا صاحب سے ملنا ہے۔ فرماتے تھے کہ یہ الفاظ سن کر میری جان میں جان آئی کہ یہاں کوئی اور "مرزا" بھی ہے (یہ خود حضرت امام اوّل کے الفاظ ہیں) اور میں نے جھٹ کہا کہ ہاں ہاں میں مرزا صاحب سے ہی ملنے کے لئے آیا ہوں۔ اس پر انہوں نے ایک آدمی میرے ساتھ کر کے مجھے (بیت) مبارک میں پہنچا دیا۔ یہاں پہنچ کر میں نے اندر اطلاع بھجوائی تو چونکہ نماز کا وقت قریب تھا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ نے اندر سے کہلا بھیجا کہ آپ (بیت) میں تشریف رکھیں۔ میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت بانیٔ سلسلہ (بیت) میں تشریف لائے اور جیسا کہ حضور نے ایک جگہ فرمایا ہے۔ حضرت امام اوّل کو دیکھتے ہی حضور نے دل میں کہا کہ ھذا دعائی (یعنی یہ شخص تو میری دعا کا ثمرہ ہے) کیونکہ حضور نے اپنی خداداد فراست سے فوراً پہچان لیا کہ خدمت دین کے کام کے لئے میں جس قسم کا مددگار اپنے خدا سے مانگا کرتا ہوں۔ وہ مجھے آج مل گیا ہے اور دوسری طرف حضرت مولوی نورالدین بھی حضور کو دیکھ کر ہمیشہ کے لئے اسی دامن سے لپٹ کر رہ گئے۔

جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے کہ جب حضرت بانیٔ سلسلہ کا ابھی تک بیعت کا سلسلہ بھی شروع نہیں ہوا تھا اور نہ کوئی جماعت تھی مگر حضرت امام اوّل نے اپنے ایمان کی روشنی سے آپکو پہچان لیا چنانچہ اس کے کچھ عرصہ بعد آپ نے حضرت بانیٔ سلسلہ سے بااصرار عرض کیا کہ اگر خدا تعالیٰ آپ کو بیعت لینے کی اجازت اور ہدایت فرمائے تو میری درخواست ہے کہ سب سے پہلے میری بیعت قبول فرماویں ـــــ حضور نے ۱۸۸۹ء کے شروع میں لدھیانہ کے شہر میں پہلی بیعت لی تو سب سے اوّل نمبر پر حضرت مولوی نورالدین صاحب نے ہی بیعت کی اور اس طرح آپ اوّل بھی ہو گئے اور سابق بھی بن گئے۔ اوّل اس لئے کہ وقت کے لحاظ سے آپ احمدیت کے قبول کرنے والوں میں اوّل نمبر پر آگئے اور سابق اس لئے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ کے زمانہ میں آپ اپنے علمی تبحر اور روحانی مقام کے لحاظ سے بھی سب سے آگے تھے۔

اس کے بعد جب حضرت امام جماعت احمدیہ الاوّل ریاست کشمیر کی ملازمت سے فارغ ہوئے تو اس وقت کے خیال کے ماتحت اپنے آبائی وطن بھیرہ میں واپس جا کر درس و تدریس اور طب کے ذریعہ خدمتِ دین اور خدمتِ خلق کا سلسلہ شروع کرنا چاہا اور اپنے سابقہ مکان کو ناکافی خیال کرتے ہوئے ایک نئے اور وسیع مکان کی تعمیر بھی شروع کرا دی۔ اسی تعلق میں آپ غالباً کچھ سامانِ عمارت کی خرید کے واسطے لاہور تشریف لائے اور لاہور پہنچ کر خیال آیا کہ اب قادیان کے قریب آیا ہوا ہوں۔ حضرت صاحب سے بھی مل آؤں۔ چنانچہ دو دن کی فرصت نکال کر قادیان آئے حضرت بانیٔ سلسلہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ نے فرمایا۔ مولوی صاحب اب تو آپ فارغ ہیں۔ قادیان میں کچھ ٹھہریں گے نا؟ آپ نے اپنے خاص عاشقانہ انداز میں عرض کیا "ہاں حضور ٹھہروں گا"۔ اس کے چند دن بعد حضرت بانیٔ سلسلہ نے فرمایا۔ مولوی صاحب آپ کو اکیلے تکلیف ہوتی ہوگی۔ اپنے گھر سے بھی بلا لیں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الاوّل نے فوراً بیوی کو خط لکھ دیا کہ قادیان آجاؤ۔ ابھی زیادہ دن نہیں گزرے تھے تو حضرت بانیٔ سلسلہ نے فرمایا۔ مولوی صاحب آپ کو کتابوں کے مطالعہ کا شوق ہے۔ بہتر ہو گا کہ آپ اپنا کتب خانہ بھی قادیان منگوا لیں۔ حضرت امام اوّل فرمایا کرتے تھے کہ میں نے بھیرہ خط لکھ دیا کہ مکان کی تعمیر بند کر دو اور میرا کتب خانہ قادیان بھجوا دو۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت بانیٔ سلسلہ نے فرمایا۔ مولوی صاحب اب آپ بھیرہ کا خیال جانے دیں اور اسے بھول جائیں۔ حضرت امام اوّل فرمایا کرتے تھے اور محبت اور فخر کے ساتھ فرماتے تھے کہ اس کے بعد مجھے کبھی خیال تک نہیں آیا کہ بھیرہ بھی میرا وطن ہوتا تھا اور آپ نے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر قادیان میں ہی ہمیشہ کے لئے دھونی رما دی اور لطف یہ کہ حضرت بانیٔ سلسلہ سے کبھی ذکر تک نہیں کیا کہ میں بھیرہ میں ایک مکان بنتا چھوڑ آیا ہوں۔ یہ وہ اخلاص و محبت کا ماحول تھا جس میں جماعت کی خشت اوّل قائم ہوئی۔

چونکہ حضرت امام اوّل کو قرآن شریف سے انتہا درجہ کا عشق ـــــ اس لئے آپ نے قادیان آکر حضرت بانیٔ سلسلہ کی اجازت سے قرآن کریم کا درس شروع کر دیا۔ یہ درس بیت اقصیٰ میں ہوا کرتا تھا اور اوائل زمانہ میں کبھی کبھی خود حضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بانیٔ سلسلہ بھی اس درس میں چلے جایا کرتے تھے ۔ حضرت امام اوّل کے درس میں اعلیٰ درجہ کی علمی تفسیر کے علاوہ واعظانہ پہلو بھی نمایاں ہوتا تھا کیونکہ آپ کا قاعدہ تھا کہ رحمت والے واقعات کی تشریح کر کے نیکی اور انابت الی اللہ کی رغبت دلاتے اور عذاب والے واقعات کے تعلق میں دلوں میں خشیت اور خوف پیدا کرنے کی کوشش فرماتے تھے اور آپ کا درس بے حد دلچسپ اور ہر طبقہ کے لئے موجب جذب و کشش ہوا کرتا تھا ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جماعت احمدیہ کے علم (تشریح) کا ایک کثیر حصہ بلاواسطہ یا بالواسطہ آپ ہی کی تشریحات اور انکشافات پر مبنی ہے اور آپ کے درس میں یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ایک وسیع سمندر ہے جس کا ایک حصہ موجزن ہے اور دوسرا ساکن اور عمیق اور اس میں سے ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق پانی لے رہا ہے ۔ درس کے دوران میں بعض دفعہ لوگ سوال بھی کیا کرتے تھے اور حضرت امام اوّل ہمیشہ خندہ پیشانی کے ساتھ ہر سوال کا جواب دیتے تھے اور جواب میں مخاطب کے مذاق اور حالات کے پیش نظر کبھی کبھی کوئی نہ کوئی لطیفہ بھی بیان کر جاتے تھے ۔ مگر بعض اوقات جب آپ کو سوال کرنے والے میں بلاوجہ سوال پوچھنے کا میلان محسوس ہوتا تھا یا آپ خیال کرتے کہ یہ سوال ایسا ہے کہ وہ خود توجہ دے کر اس کا جواب سوچ سکتا ہے تو ایسے موقعہ پر یا تو خاموشی کے ساتھ گذر جاتے تھے اور یا کہہ دیتے تھے کہ یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے خود سوچو ۔ افسوس ہے کہ اس وقت کے نوٹ لینے والوں نے پوری احتیاط سے آپ کے اس درس کے نوٹ قلمبند نہیں کئے اور آپ کی (تشریح) کا معتدبہ حصہ ضبطِ تحریر میں نہیں آسکا ہاں سننے والوں کے سینے اب تک اس بیش بہا خزانہ کے امین ہیں اور ہر احمدی تفسیر میں حضرت امام اوّل کے علم کی روشنی نظر آتی ہے ۔ خاکسار راقم الحروف نے بھی جب کہ میں بی ۔ اے میں پڑھتا تھا تعلیم کا سلسلہ درمیان میں چھوڑ کر حضرت امام اوّل سے قرآن کریم پڑھا اور پورا قرآن شریف ختم کر کے پھر اپنی تعلیم کی طرف لوٹ آیا ۔ یہ بھی گویا ایک پبلک درس تھا جس میں بہت سے دوسرے دوست بھی شریک ہوتے تھے ۔ حضرت امام اوّل کے قرآن کے درس کا نمایاں رنگ یہ ہوتا تھا کہ گویا ایک عاشق صادق اپنے دلربا کے حسن و جمال اور دلکش خد و خال کا نقشہ پیش کر رہا ہے ۔ اللہ اللہ ! کیا مجلس تھی اور اس مجلس کا کیا رنگ تھا !!

حضرت امام اوّل کو مطالعہ کا بے حد شوق تھا اور اس شوق میں آپ نے بے شمار روپیہ خرچ کر کے اپنی ذاتی لائبریری بنائی تھی جس میں تفسیر حدیث اسماء الرجال ۔ فقہ ۔ اصول فقہ کلام تاریخ تصوف سیاست منطق ۔ فلسفہ صرف و نحو ادب کیمیا ۔ طب ۔ علم جراحی ۔ علم ہیئت اور دیگر مذاہب وغیرہ کی نادر کتابیں موجود تھیں جن میں کئی قلمی نسخے بھی تھے اور آپ کے شوق کا یہ عالم تھا کہ خود اپنے خرچ پر مولوی غلام نبی صاحب مصری کو مصر بھجوا کر وہاں کی بعض قلمی کتابوں کی نقول منگوائیں اور حق یہ ہے کہ اب تک حضرت امام اوّل کا یہ ذاتی کتب خانہ ہی زیادہ تر جماعتی ضرورتوں میں کام آ رہا ہے ۔ کئی سیاح اور زائرین قادیان میں اس کتاب خانہ کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوتے تھے کہ اس چھوٹے سے قصبہ میں علوم کا یہ نادر خزانہ کہاں سے آگیا ہے ۔ سرشاہ محمد سلیمان جو فیڈرل کورٹ آف انڈیا کے ایک نہایت بلند پایہ علم دوست جج تھے انہیں ایک دفعہ سپین کی ایک نادر کتاب کی ضرورت پیش آئی جو سارے ہندوستان میں تلاش کرنے کے باوجود کہیں نہیں ملی ۔ آخر انہیں پتہ لگا کہ اس کا ایک قلمی نسخہ قادیان میں موجود ہے ۔ چنانچہ انہوں نے حضرت امام جماعت ثانی کی اجازت سے اس کا یہ نسخہ عاریۃً حاصل کیا اور پھر بحفاظت واپس بھجوا دیا ۔ لاریب کئی لحاظ سے حضرت امام اوّل کی یہ ذاتی لائبریری ہندوستان میں عدیم المثال تھی اور حضرت بانیٔ سلسلہ نے بھی اپنی بعض تحریروں میں آپ کے کتب خانہ کی بہت تعریف فرمائی ہے اور یہ سب کچھ ایک نہایت محدود ذرائع والے انسان کے ذاتی ذوق و شوق کا ثمرہ تھا اور پھر یہ کتابیں محض جمع کرنے کے جذبہ کے ماتحت نمائشی رنگ میں اکٹھی نہیں کی گئیں بلکہ اس وسیع کتب خانہ کی ہر کتاب حضرت امام اوّل کے ذاتی مطالعہ میں آتی تھی اور جا بجا کتابوں کے حاشیہ پر آپ کے قلمی نوٹ پائے جاتے ہیں ۔ اگر ایسے شخص کو بھی خصوصاً جبکہ وہ انتہا درجہ کا ذہین اور محنتی ہو علم کے میدان میں تبحر کا مقام حاصل نہیں ہوگا تو اور کس کو ہوگا ؟ باوجود اس کے حضرت امام اوّل بارہا فرمایا کرتے تھے کہ کئی قرآنی آیتیں جو مجھے کسی اور طرح حل نہیں ہوتی تھیں وہ محض حضرت بانیٔ سلسلہ کی صحبت اور برکت سے حل ہوئیں ۔

حضرت امام اوّل کو —— تھا کہ میں خدا کے فضل سے —— ہر قسم کے اعتراض پر اس کا منہ بند کر سکتا ہوں ۔ فرمایا کرتے تھے کہ تسلی دینا میرا کام نہیں مگر معترض کے منہ بند کرنے کا میں ذمہ دار ہوں —— ہر اعتراض کرنے والا آپ کے برجستہ جواب سے خاموش ہو کر رہ جاتا تھا ۔ خود سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ ایک مخالفِ دین نے غالباً تناسخ کے عقیدہ کے تعلق میں آپ کے سامنے دین حق کی تعلیم پر کوئی اعتراض کیا کہ ترجیح بلا مرجح ناممکن ہے ۔ آپ نے جھٹ اپنی جیب میں سے دو روپے نکال کر اس کے سامنے کر دیئے کہ ان میں سے ایک اٹھا لو ۔ وہ آدمی بھی کچھ سمجھ دار تھا تھوڑی دیر سوچ کر کہنے لگا کہ آپ نے مجھے لاجواب تو کر دیا مگر میری تسلی نہیں ہوئی ۔ آپ نے فرمایا تسلی دینا خدا کا کام ہے مگر میں تمہیں دین حق کے خلاف ایک قدم بھی چلنے نہیں دوں گا ۔ —— اس لئے کبھی کبھی حضرت بانیٔ سلسلہ کے صبر اور ہمت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ یہ حضرت صاحب ہی کی ہمت تھی کہ آتھم کو پندرہ دن کی طویل مہلت دے کر اور اس کا رستہ کھلا چھوڑ کر ہر وادی اور ہر گھاٹی میں اس کا پیچھا کیا ۔ اگر میں ہوتا تو خواہ آتھم کا دل مانتا یا نہ مانتا اسے چند منٹ میں خاموش کرا کے بحث ختم کر دیتا ۔ نظریوں کا یہ دلچسپ اختلاف اسی نکتہ پر مبنی تھا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ اپنے خداداد منصب (۔) کی بنا پر ہر جہت سے —— تسلی کرانے کی کوشش فرماتے تھے ۔ مگر حضرت امام اوّل اپنی طبیعت کے لحاظ سے دو منٹ میں خاموش کرا کے میدان صاف کر دینے کے مؤید تھے ۔ خواہ تسلی ہو یا نہ ہو ۔ ——

حضرت بانیٔ سلسلہ کے لئے حضرت امام اوّل کا جذبۂ اطاعت و احترام کمال کو پہنچا ہوا تھا اور آپ کو اس جذبہ میں اس قدر غلو تھا کہ بسا اوقات ظاہری سامانوں کی طرف سے بالکل آنکھیں بند کر کے خالص توکل الٰہی پر ایک قدم اٹھا لیتے تھے ۔ چنانچہ جب حضرت بانیٔ سلسلہ ۱۹۰۴ء میں دہلی تشریف لے گئے تو اس سفر میں حضرت امام اوّل ساتھ نہیں تھے ۔ دہلی میں غالباً حضرت نانا جان کی بیماری کی وجہ سے حضرت بانیٔ سلسلہ نے حضرت امام اوّل کو تار دلوائی کہ فوراً دلی پہنچ جائیں ۔ تار لکھنے والے نے تار میں امیجی ایٹ لی (یعنی بلاتوقف) کے الفاظ لکھ دیئے ۔ حضرت امام اوّل کو جب یہ تار پہنچی تو اس وقت آپ اپنے مطب میں تشریف رکھتے تھے ۔ تار کے ملتے ہی یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے کہ حضرت صاحب نے بلاتوقف بلایا ہے میں جاتا ہوں اور گھر میں قدم تک رکھے کے بغیر سیدھے اڈہ خانہ کی طرف روانہ ہو گئے کیفیت یہ تھی کہ اس وقت نہ جیب میں خرچ تھا اور نہ ساتھ کوئی بستر وغیرہ ۔ گھر والوں کو اطلاع ملی تو پیچھے سے ایک کمبل تو کسی شخص کے ہاتھ بھجوا دیا ۔ مگر خرچ کا انہیں بھی خیال نہیں آیا اور شائد اس وقت گھر میں کوئی رقم ہوگی بھی نہیں اڈہ خانہ پہنچ کر حضرت امام اوّل نے یکہ لیا اور بٹالہ پہنچ گئے ۔ مگر ٹکٹ خریدنے کا کوئی سامان نہیں تھا چونکہ گاڑی میں کچھ وقت تھا آپ خدا پر توکل کر کے سٹیشن پر ٹہلنے لگ گئے ۔ اتنے میں غالباً ایک ہندو رئیس آیا اور حضرت امام اوّل کو دیکھ کر عرض کی میری بیوی بہت بیمار ہے آپ تکلیف فرما کر میرے ساتھ تشریف لے چلیں اور اسے میرے گھر پر دیکھ آئیں ۔ حضرت امام اوّل نے فرمایا کہ میں تو امام کے حکم پر دلی جا رہا ہوں اور گاڑی کا وقت ہونے والا ہے میں اس وقت نہیں جا سکتا ۔ اس نے بہ منت عرض کیا کہ میں اپنی بیوی کو یہیں سٹیشن پر لے آتا ہوں آپ اسے یہیں دیکھ لیں ۔ آپ نے فرمایا اگر یہاں لے آؤ اور گاڑی کا وقت ہوا تو میں دیکھ لوں گا ۔ چنانچہ وہ اپنی بیوی کو سٹیشن پر لایا اور آپ نے اسے دیکھ کر نسخہ لکھ دیا اور یہ ہندو رئیس چپکے سے گیا اور دلی کا ٹکٹ لا کر حضرت امام اوّل کے حوالہ کیا اور ساتھ ہی معقول نقدی بھی پیش کی ۔ حضرت امام اوّل فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے رب پر بھروسہ کر کے کوئی قدم اٹھاتا ہوں تو خدا میرا کام رکنے نہیں دیتا ۔ بہرحال اسی ایک واقعہ سے (جس کی تفصیل میں ممکن ہے مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہو مگر بنیادی حقیقت یقیناً یہی ہے) آپ کے مقام اطاعت اور مقام توکل کی غیر معمولی شان ظاہر ہے اور

باقی صـ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری تاریخ

یہ چوہدری محمد عبداللہ خاں صاحب برادر چوہدری سر محمد ظفراللہ خان صاحب کے متعلق محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نے لکھا۔

"چوہدری عبداللہ خانصاحب (وفات یافتہ) کی بیماری کے ایام میں مجھے ایک بات کا علم ہوا جو میرے نزدیک ایک تاریخی حیثیت رکھتی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس مختصر نوٹ میں وہ بات بھی ریکارڈ میں آجائے۔ ضمناً میں (آپ) کے بارے میں اپنے چند تاثرات بھی اس موقعہ پر قلمبند کر دوں۔

ہر انسان میں کوئی نہ کوئی وصف ایسا ہوتا ہے جو اسے دوسرے سے نمایاں کر دیتا ہے اور اس کی شخصیت کا گویا ایک مرکزی نقطہ ہوتا ہے۔ چوہدری صاحب کی شخصیت میں نمایاں خصوصیت حضرت امام جماعت الثانی کے لئے والہانہ عشق اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے غیر معمولی غیرت ایثار اور قربانی تھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ چیزیں ان کی روح کی غذا تھیں۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ یہی اوصاف ان کے والد محترم حضرت چوہدری نصراللہ خان صاحب (وفات یافتہ) کے چاروں بیٹوں میں علیٰ قدر مراتب نمایاں نظر آتے تھے۔ یہ چاروں بھائی سلسلہ کے لئے غیر معمولی غیرت، ایثار اور قربانی کا جذبہ رکھتے رہے ہیں۔ اور انہیں حضرت امام جماعت الثانی کی ذات سے نہایت گہرا اور دلی لگاؤ رہا ہے۔ اس خاندان کی عجیب خوش قسمتی ہے جو ان کے والدین کے لئے بے پناہ روحانی سرور اور درجات کی بلندی کا موجب ہوتی ہوگی۔ کہ یہ چاروں بھائی خادم دین رہے ہیں۔ اور مختلف مقامات پر جہاں بھی رہے ہیں امارت سلسلہ کے عہدہ پر سرفراز اور دین کے لئے غیرت اور قربانی کے مقام پر فائز رہے ہیں۔

مجھے چوہدری عبداللہ خانصاحب سے ملاقات کا سینکڑوں دفعہ موقعہ ملا۔ وہ بےحد محبت سے ملتے تھے جو بعض مرتبہ ایسا رنگ اختیار کر لیتی تھی جو مجھ جیسے گنہگار انسان کے لئے ندامت کا موجب ہوتا تھا۔ لیکن ان سب ملاقاتوں میں جس واقعہ نے مجھ پر دائمی اثر چھوڑا وہ ایک جلسہ سالانہ کے ایام کا واقعہ ہے۔ ہم دونوں حضرت امام جماعت الثانی کی افتتاحی تقریر سننے کے لئے عام مجمع میں زمین پر بیٹھے تھے۔ چوہدری صاحب کی ٹانگ کو تکلیف تھی اور میرے اندازہ کے مطابق وہ اس جگہ کافی تکلیف میں بیٹھے تھے۔ کہ کسی نے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی دو دعائیہ نظموں میں سے ایک نظم جو اپنی اولاد کے لئے دعاؤں پر مشتمل ہے خوش الحانی سے پڑھنی شروع کی اس وقت چوہدری صاحب کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری تھے۔ اور وہ ہر بند پر بار بار (اے خدا تو قبول کر) کہتے جاتے ہیں۔ مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ ان کا سارا جسم اس (ـــ) کو کہتے ہوئے گویا مجسم دعا بن رہا تھا۔ اس واقعہ کو شائد سات آٹھ سال ہو گئے ہیں لیکن میں اب بھی جب چوہدری صاحب کے متعلق کبھی سوچتا ہوں تو سب سے پہلے جو منظر میری آنکھوں کے سامنے آتا ہے۔ وہ یہی واقعہ ہے ان کے انداز میں کچھ اس قسم کا عشق اور خلوص تھا کہ بیان سے باہر ہے۔

چوہدری صاحب کو خدا تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بہت سی خدمات کا موقعہ ملا لیکن اس لمبی خدمت میں غالباً سب سے نمایاں اور عظیم تر واقعہ حضرت امام جماعت الثانی کی ۱۹۵۵ء کی شدید بیماری کے سلسلے میں یورپ میں علاج کے لئے جانے کی تحریک اور جماعت کراچی کی کامیاب تنظیم ہے۔ چوہدری صاحب (وفات یافتہ) نے کراچی کی جماعت کی قیادت کو گویا ایک کسمپرسی کی حالت میں پایا اور اپنی انتھک کوشش، اخلاص، قربانی اور تنظیمی قابلیت سے اسے ایسے مقام پر پہنچا دیا جو دوسری جماعتوں کے لئے مشعل راہ اور رشک کا باعث ہے۔

میں دوسری باتوں میں کھو گیا لیکن اس نوٹ کے لکھنے کا اصل باعث ایک فقرہ تھا جو حضرت امام جماعت الثانی نے اپنے گھر کی ایک پرائیویٹ مجلس میں ایک روز فرمایا۔ گھر کی مستورات میں سے کسی نے حضرت صاحب کی خدمت میں خاندان کی ایک لڑکی کے بارے میں جس کا حضور کے ساتھ بڑا قریبی رشتہ ہے اور اس کے والد بزرگوار کی وفات کے بعد گویا حضور کو ہی اس کے مربی اور والد کی حیثیت حاصل ہے عرض کیا کہ اس کا معاملہ لٹک رہا ہے۔ آپ جلدی کچھ فیصلہ فرما دیں۔ حضور نے خفگی کے رنگ میں فرمایا "مجھے چوہدری صاحب کی زندگی اس لڑکی سے زیادہ پیاری ہے۔ اس لئے میں ان کی بیماری کے دوران میں کوئی ایسا فیصلہ کرنا نہیں چاہتا جو ان کے لئے تکلیف کا باعث بنے"۔ یہ بظاہر ایک چھوٹی سی بات ہے لیکن خود حضرت امام جماعت الثانی کے مقام (امامت) اور حضور کے دل میں چوہدری صاحب کی خدمات سلسلہ کے بارے میں قدر دانی پر بے حد روشنی ڈالتی ہے۔ یہ بات کسی کو سنانے کے لئے نہیں کہی گئی جو خود لڑکی والوں کے لئے ایک گونا دکھ کا رنگ رکھتا تھا۔ لیکن ان حالات کے باوجود حضور نے یہ بات کہی اور صرف اس لئے کہی کہ حضور کے نزدیک روحانی اولاد کا مقام جسمانی اولاد سے بالاتر اور قریب تر ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ چوہدری صاحب (وفات یافتہ) کو اپنی رضا اور قرب کا مقام عطا فرمائے اور ان کی اولاد کا حافظ و ناصر ہو۔ اور انکو سلسلہ کی خدمت اور غیرت میں اس مقام پر کھڑا رکھے جس پر خاندان کی پہلی دو نسلیں ایک امتیازی اور خصوصی شان سے قائم رہی ہیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے تو ایسا ہی کر۔

محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نے یہ تحریر لاہور میں ۳۱۔ جولائی ۱۹۵۹ء کو رقم فرمائی۔

سب کے لئے

○ زرعی مشورہ: اگر آپ نے سبزیاں اُگائی ہوئی ہیں تو ماہرین زراعت کا مشورہ یہ ہے کہ بروقت پانی دیں اور جڑی بوٹیوں کو تلف کرنے کے لئے گوڈی ضرور کریں۔

○ بیماریاں جانوروں سے بھی انسانوں کو لگتی ہیں اور انسانوں سے بھی جانوروں کو لگتی ہیں۔ جانوروں سے جو بیماریاں انسانوں کو لگتی ہیں ان کی ایک سو پچاس سے زیادہ اقسام ہیں۔ دیگر ممالک میں ان بیماریوں سے بہت نقصان ہوتا ہے۔ اب ہمارے ملک میں بھی خاصے نقصان کا احتمال ہوتا ہے۔ یہ بیماریاں جانوروں کے دودھ سے بھی لگتی ہیں اور پرندوں وغیرہ کی بیٹ میں شامل جراثیم سے بھی۔ اگر دودھ کو دو تین دفعہ اُبال لیا جائے تو جراثیم ختم ہو جاتے ہیں۔ اور دودھ بیماریوں کے جراثیم سے پاک ہو جاتا ہے۔

یہ بات بھی یاد رکھنے والی ہے۔ کہ بعض بیماریاں بڑے جانوروں سے لگتی ہیں اور بعض بیماریاں چھوٹے جانوروں سے لگنے والی ہوتی ہیں۔ چھوٹے جانوروں میں پرندے بھی شامل ہیں۔ طوطے اور چمگادڑ خاص طور پر۔

بڑے جانوروں سے لگنے والی بیماریوں میں سرفہرست تپ دق ہے۔ یہ دودھ کو اچھی طرح نہ اُبالنے کی وجہ سے لگتی ہے۔ کُتے کے کاٹنے سے بھی بیماری لگتی ہے۔ اور یہ بڑی مہلک بیماری ہوتی ہے۔ اسے ریبیز کہتے ہیں۔

انسانوں سے جو بیماریاں جانوروں کو لگتی ہیں ان میں سرفہرست ٹی بی ہے۔ جو تھوک وغیرہ سے لگتی ہے۔

○ بچوں کو یہ بات بتانے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پہ ان بچوں کو جو سکول جاتے ہیں۔ کہ وہ سڑک پر نہائت احتیاط سے چلیں۔ انہیں اکثر یاد دلاتے رہیں کہ پیدل چلنے والوں کو فٹ پاتھ پر چلنا چاہیئے۔ اور اگر فٹ پاتھ نہ ہو تو سڑک کے انتہائی دائیں طرف۔ تاکہ سامنے آنے والی ٹریفک آپ کو اچھی طرح نظر آئے۔ اور ٹریفک والے بھی آپ کو بخوبی دیکھ سکیں۔

یہ بات بھی بچوں کو بتانی چاہیئے کہ بس میں سوار ہونے کے لئے نہ اس کے ساتھ ساتھ بھاگیں نہ اس کے پیچھے۔ بس سٹینڈ پر پہنچ کر وہیں سے بس پر سوار ہوں۔ بس اور ویگن والوں کے لئے یہ بات نہائت ضروری ہے کہ وہ بس سٹینڈ ہی سے مسافروں کو بس میں سوار کریں۔ سڑک کے درمیان کہیں بھی بس یا ویگن نہ روکیں۔ اگر ایسا کرنا ہی پڑے تو سڑک کے بائیں جانب اور وہ بھی بالکل کنارے پر۔

اگر آپ خود اپنے بچوں کو سکول لے جاتے ہیں اور گاڑی میں لے جاتے ہیں تو بچوں کو گیٹ کے قریب ترین اُتاریں۔ اور بائیں دروازے سے اُتاریں۔ نہ کہ دائیں دروازے سے۔

بس میں بیٹھ کر۔ یا ویگن میں۔ اپنا بازو یا سر باہر نہ نکالیں۔ یہ بات نہائت مہلک حادثہ کا باعث ہو سکتی ہے۔

اور بھی جو مفید بات آپ کے ذہن میں آئے بچوں کو بتائیں۔ اور بڑوں کو بھی۔ کیونکہ سڑک تو بچے بھی استعمال کرتے ہیں اور بڑے بھی۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ـــــ نون۔ سین

دفاتر میں زبان اُردو

گذشتہ روز پنجاب کے وزیر اعلےٰ غلام حیدر وائیں کی صدارت میں مجلس زبان دفتری پنجاب نے فیصلہ کیا کہ صوبے کے دفتروں میں اردو رائج کرنے کے لئے دو کروڑ روپے مختص کئے جاتے ہیں جن کے ذریعے اردو کمپیوٹر اور ٹائپ رائٹر خریدے جائیں گے اس میٹنگ میں چیف سیکرٹری۔ ایڈیشنل چیف سیکرٹری اور دوسرے سینئر افسر بھی موجود تھے۔ اوران کے علاوہ نامور مصنفین بھی۔ مثلاً اشفاق احمد۔ مختار مسعود۔ پروفیسر محمد منور مرزا۔ ڈاکٹر صفدر محمود اور بیگم بشریٰ رحمٰن۔

ایک ہینڈ بل کے مطابق جو بعد میں تقسیم کیا گیا اس اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے مختلف دفاتر میں جو فارم استعمال کئے جاتے ہیں اور قوانین کے ترجمے سب کے سب آسان اردو میں شائع کئے جایا کریں گے۔ تاکہ عام پبلک کو آسانی رہے۔ اور ایسا کرنے کے لئے تمام دفاتر کو ضروری رقوم مہیا کی جائیں۔ اس اجلاس میں اس بات پر بھی غور ہوا کہ اردو مختصر نویسی اور ٹائپ رائٹنگ کو کس طرح دفاتر میں آسانی سے اور مفید طریقے پر رائج کیا جاسکتا ہے۔ اجلاس میں بتایا گیا کہ مجلس زبان دفتری نے مختصر نویسی اور ٹائپ رائٹنگ کے چھ کورس تیار کئے ہیں اور تقریباً سولہ سو سرکاری افسر ایسے ہیں جنہوں نے یہ تربیت حاصل کرلی ہے۔ ان میں ۸۲۶ مختصر نویسی اور ۸۴۸ اردو ٹائپنگ والے ہیں۔ پرائیویٹ کالجز بھی مختصر نویسی اور ٹائپ رائٹنگ کی تعلیم و تربیت دیتے ہیں۔ تمام ضلعوں میں ڈپٹی کمشنروں کو ہدایت کردی گئی ہے کہ وہ اپنے سرکاری افسروں کو ضلعی سطح پر مختصر نویسی اور ٹائپ رائٹنگ سکھانے کا انتظام کریں۔ وزیر اعظم نے یہ ہدایت بھی جاری کی کہ اصطلاحات کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ جاری رکھا جائے۔ انہوں نے کہا کہ اردو زبان ہر قسم کے اظہار کے قابل ہے۔ اس لئے ہمیں صرف کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں ناممکنات والی کوئی بات نہیں۔

لیبیا

سفارت کاروں نے بتایا ہے کہ اگرچہ لیبیا نے سکورٹی کونسل کے کئی مطالبے مان لئے ہیں لیکن وہ اپنے دو اشخاص کو جن پر لاکربی کے مقام پر جہاز تباہ کرنے کا الزام ہے امریکہ یا برطانیہ کے حوالے کر دینے کا مطالبہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ یہ سفارت کار اقوام متحدہ کے طرابلس جانے والے مشن کی رپورٹ پیش کر رہے تھے۔ سفارت کاروں کو یہ بتایا گیا تھا کہ کرنل معمر قذافی اور وزیر خارجہ ابراہیم محمد بوشاری نے صاف الفاظ میں اس بات سے انکار کیا ہے کہ وہ اپنے دو افراد کو جنہیں ملزم گردانا جاتا ہے برطانیہ اور امریکہ کے حوالے کر دیں۔ لیبیا کے رہنما نے ان لوگوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ عنقریب ایک بیان جاری کریں گے جس میں ٹیرر ازم کی مخالفت کی جائے گی اور یہ

باقی صفحہ ۷ پر

بقیہ: صفحہ ۴ سے آگے

اس کے ساتھ ہی خدا کی اس شفقت کی شان بھی عیاں ہے جو اسے اپنے اس اطاعت شعار اور متوکل بندے کے ساتھ تھی۔

ادب اور تواضع کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ جب ہمارا چھوٹا بھائی مبارک احمد بیمار تھا (اور اسی بیماری میں وہ فوت ہوگیا) اور اس کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو غالباً حضرت بانیٔ سلسلہ نے میرے ہاتھ ہی حضرت امام اول کو بلا بھیجا۔ اس وقت مبارک احمد کی چارپائی الدار کے صحن میں بچھی ہوئی تھی اور حضرت بانیٔ سلسلہ اسی چارپائی پر تشریف رکھتے تھے۔ حضرت امام اول تشریف لائے۔ مبارک احمد کو دیکھا اور پھر حضرت بانی سلسلہ کے ساتھ بات کرنے کے لئے ایک سیکنڈ کی جھجک اور تامل کے بغیر چارپائی کے ساتھ صحن میں ہی ننگی زمین یعنی فرشِ خاک پر بیٹھ گئے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ نے شفقت سے فرمایا۔ مولوی صاحب چارپائی پر بیٹھیں اس وقت بس یہی ایک چارپائی تھی جس پر مبارک لیٹا ہوا تھا اور حضرت بانی سلسلہ بیٹھے تھے۔ حضرت امام اول سرک کر چارپائی کے قریب ہوگئے اور ایک ہاتھ چارپائی کے ایک کنارے پر رکھ کر بدستور فرش پر بیٹھے بیٹھے عرض کیا۔ حضرت میں ٹھیک بیٹھا ہوں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ نے پھر محبت کے ساتھ فرمایا اور اس دفعہ غالباً حضرت امام اول کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا کر فرمایا۔ مولوی صاحب یہاں میرے سامنے چارپائی پر بیٹھیں۔ حضرت امام اول ناچار اٹھے اور چارپائی کے ایک کنارے پر اس طرح جھک کر بیٹھ گئے کہ بس شائد چارپائی کے ساتھ آپ کا جسم چھوتا ہی ہوگا۔ یہ نظارہ میری آنکھوں دیکھے کا ہے اور تینتالیس سال گذر جانے کے باوجود میرا دل ابھی تک حضرت بانیٔ سلسلہ کی اس بے نظیر شفقت اور حضرت امام اول کے اس بے نظیر ادب و تواضع سے اس درجہ متاثر ہے کہ گویا یہ کل کا واقعہ ہے اور دراصل یہ ادب اور تواضع ہی حقیقی تصوف کی جان ہے۔

حضرت امام اول کے انہی اوصافِ حمیدہ اور کمالات علمی اور روحانی کا یہ نتیجہ تھا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ آپ کی بے حد قدر فرماتے تھے اور آپ کے ساتھ انتہا درجہ محبت رکھتے تھے ایک دفعہ حضرت امام اول اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بیویوں میں یہ دلچسپ اختلاف ہوگیا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ کو ان میں سے کس کے خاوند کے ساتھ زیادہ محبت ہے۔ آخر ہماری والدہ صاحبہ حضرت اماں جان تک معاملہ پہنچا اور ان کی رائے پوچھی گئی۔ حضرت اماں جان نے فرمایا کہ میرے علم میں تو بڑے مولوی صاحب (یعنی حضرت امام اول) کے ساتھ زیادہ محبت ہے مگر ابھی اس کا امتحان کئے لیتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت بانیٔ سلسلہ سے عرض کیا کہ آپ کے سب سے زیادہ پیارے رفیق ...... ابھی وہ اس فقرہ کو پورا نہیں کرنے پائی تھیں کہ حضرت بانیٔ سلسلہ نے جلدی سے فرمایا۔ کیوں مولوی نورالدین صاحب کی کیا بات ہے؟ اور اس طرح یہ حل شدہ مسئلہ دوبارہ حل ہوگیا۔ مگر کیا حضرت امام اول کی تعریف میں حضرت بانیٔ سلسلہ کا یہ فرمانا کسی اور شہادت کی گنجائش چھوڑتا ہے کہ ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

پھر خدا نے بھی آپ کو حضرت بانیٔ سلسلہ کے بعد احمدیت کے پہلے امام کے منصب پر نوازا اور مرنے کے بعد حضرت بانیٔ سلسلہ کے پہلو میں جگہ عنایت کی۔

میرا مضمون کچھ لمبا ہوگیا ہے اس لئے اب آخری واقعہ جو میری ذات سے تعلق رکھتا ہے بیان کر کے اپنے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ جب حضرت امام اول کی حالت آخری بیماری میں نازک ہوئی اور بظاہر ناامیدی کی حالت پیدا ہوگئی تو مجھے لاہور سے تار کے ذریعہ بلایا گیا۔ جہاں میں بی۔ اے کے امتحان کی تیاری کے لئے آیا ہوا تھا۔ میں جب قادیان گیا تو حضرت امام اول۔ حضرت نواب محمد علی خانصاحب کی کوٹھی کے مردانہ کمرے میں بیمار پڑے تھے اور کمزوری انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے اپنا نحیف ہاتھ آگے بڑھا کر شفقت اور محبت کے ساتھ میرے سر پر رکھ دیا۔

یہ جمعرات کا دن تھا اور حضرت امام اول کے ساتھ میری یہ آخری ملاقات تھی کیونکہ دوسرے دن جمعہ کے روز آپ کی روح آسمانی آقا کے حضور پہنچ گئی اور جس بات کا مجھے آج تک دکھ ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ ان ایام میں غیر مبایعین کا فتنہ انتہاء کو پہنچا ہوا تھا اور جماعت دو ٹکڑے ہوتی نظر آتی تھی۔ اس لئے ہم لوگ ہر دوسری بات کی طرف سے خیال ہٹا کر کلیتہً اس فتنہ کے سدِ باب کی طرف متوجہ ہو گئے تھے اور ہمارے اوقات کی ہر گھڑی اسی فکر اور اسی جدوجہد میں گذر رہی تھی جس کی وجہ سے میں حضرت امام اول کی وفات کے بعد آپ کا چہرہ تک نہیں دیکھ سکا۔ جماعتی ضرورت کے ماتحت اس وقت یہی انہماک مقدم تھا مگر باوجود اس کے جذباتی رنگ میں میرے دل میں آج تک اس محرومی کا قلق ہے۔ لیکن اب اس قلق کا علاج (جوں علاجِ مے ز مے) اس کے سوا کچھ نہیں کہ ؎ تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

بالآخر میں اپنے عزیزوں اور دوستوں سے عرض کروں گا کہ حضرت امام اول کی سوانح عمری "حیات نور الدین" کا ضرور مطالعہ کریں جس کا بیشتر حصہ خود حضرت امام اول کا املا کروایا ہُوا ہے اور لاریب یہ کتاب تصوف اور توکل اور تواضع کے موتیوں سے اس طرح مزین ہے کہ کوئی صاحبِ دل شخص اس کے مطالعہ کے بعد آپ کے ان روحانی کمالات کا گہرا نقش لئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ خدا نے بھی حضرت بانیٔ سلسلہ کو کیسے کیسے باکمال (رفیق) عطا کئے تھے جو ہر دشمن کے لئے شکست کا پیغام اور ہر دوست کے لئے علم و معرفت اور برکت اور رحمت کا سلام بن کر آئے تھے۔ خدا کرے کہ ہم ان بزرگوں کے روحانی ورثہ کو زندہ رکھ سکیں۔

(الفضل ۶، دسمبر ۱۹۵۰ء صفحہ ۳ تا صفحہ ۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

تقریب شادی :- مکرم داؤد احمد صاحب جاوید کاہلوں ابن مکرم چوہدری محمد اسماعیل صاحب کاہلوں کی شادی خانہ آبادی مورخہ ۸ مئی کو عزیزہ فرزانہ ممتاز صاحبہ بنت مکرم چوہدری خالد ممتاز صاحب کے ساتھ بخیر و خوبی انجام پائی۔ تقریب رخصتی پانچ بجے شام دارالعلوم جنوبی میں ہوئی۔ اگلے دن مورخہ ۹ مئی کو مکرم چوہدری محمد اسماعیل صاحب کے مکان پر دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔

○ عزیزہ راشدہ سعدیہ بنت مکرم پروفیسر محمد شریف خان صاحب کا نکاح مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ نے مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۹۲ء کو بعد از نماز عصر بیت مبارک میں مکرم خالد رفیق احمد صاحب ابن مکرم ڈاکٹر محمد حفیظ خان صاحب کے ہمراہ بعوض پندرہ ہزار جرمن مارک حق مہر پڑھا۔ مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۹۲ء کو رخصتی کی تقریب عمل میں آئی۔ اور اگلے روز ۲۴ اپریل ۹۲ء کو ایوانِ محمود میں دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ ہر دو جگہ پر رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے محترم مولانا محمد احمد صاحب جلیل نے دعا کروائی۔

احباب ان رشتوں کے بابرکت ہونیکیلئے دعا کریں۔

ولادت :- مکرم سعید الرحمان صاحب سنوری اور عزیزہ شمسہ حق صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۹۲ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور نے ازراہِ شفقت "فرید الرحمان" نام عطا فرمایا ہے۔ عزیز فرید الرحمان مکرم حنیف الرحمان صاحب سنوری کا پوتا اور مکرم ضیاء الحق سیٹھی صاحب امیر جہلم کا نواسہ ہے

احباب اس بچہ کے لئے دعا کریں۔

درخواستِ دعا :- مکرم شیخ حمید احمد صاحب گلبرگ لاہور۔ بوجہ ہائی بلڈ پریشر بیمار ہیں۔
احباب ان کے لئے دعا کریں۔

سانحۂ ارتحال :- مکرم رانا غلام سرور خان صاحب ابن مکرم محمد طفیل خان صاحب محلہ باب الابواب ربوہ طویل علالت کے بعد مورخہ ۱۴ مئی ۱۹۹۲ء کو گلاب دیوی ہسپتال لاہور میں وفات پا گئے۔ میت ربوہ لائی گئی۔ مورخہ ۱۵ مئی کو نماز فجر کے بعد مکرم چوہدری عبدالسلام خان صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور عام قبرستان میں تدفین کے بعد دعا بھی انہوں نے ہی کروائی۔ موصوف محترم رانا عبدالحمید خان صاحب کاٹھگڑھی رفیق حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نواسے اور مکرم منصور احمد صاحب رانا شوز سٹور نزد ریلوے پھاٹک ربوہ کے والد تھے۔

○ مکرم چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب برادر اصغر مکرم چوہدری مختار احمد صاحب آف چک نمبر ۱۲۱/ج۔ب گوکھووال فیصل آباد بعمر ۸۰ سال ۱۵ مئی ۱۹۹۲ء بروز جمعہ بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انکی نمازِ جنازہ مکرم چوہدری محمد حسین صاحب صدر جماعت احمدیہ گوکھووال نے پڑھائی اور قبر تیار ہونے پر دعا بھی کروائی۔

○ محترمہ ریحانہ خاتون صاحبہ (عرف معینہ خاتون) اہلیہ مکرم عبدالاحد صاحب اورنگی ٹاؤن کراچی مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۹۲ء کو وفات پا گئیں۔ موصوفہ کی عمر ۷۳ سال تھی۔ ان کی نماز جنازہ مکرم عبدالاحد صاحب نے پڑھائی اور احمدیہ قبرستان کراچی میں تدفین عمل میں آئی۔ موصوفہ کو لمبا عرصہ لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کے تحت خدمات بجالانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

احباب ان سب کی بلندئ درجات کیلئے دعا کریں

تبدیلی نام : میں نے اپنی بچی ثمینہ ناز (تاریخ پیدائش ۹ اکتوبر ۸۸ء) کا نام "ثمینہ احمد" رکھ لیا ہے۔ آئندہ اسکو اسی نام سے پکارا اور لکھا جائے

مقصود احمد کوارٹر نمبر ۶۷ صدر انجمن
:- محلہ دارالصدر شرقی ربوہ :-

○ میں نے اپنا نام سعید احمد کی بجائے سعید احمد قمر رکھ لیا ہے۔ آئندہ مجھے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

سعید احمد قمر ولد ٹھیکیدار شمس الدین صاحب
فیکٹری ایریا ربوہ

ضرورت خادم بیت الذکر

○ جماعتِ احمدیہ گوجرانوالہ کو ایک خادم بیت الذکر کی ضرورت ہے۔ جو صحت مند ہو۔ کچھ نہ کچھ پڑھ لکھ سکتا ہو اور سائیکل چلانا جانتا ہو۔ خواہشمند افراد خاکسار سے رابطہ کریں۔

(ڈاکٹر عبدالقادر بھٹی (امیر جماعت) محلہ اسلام آباد سٹریٹ نمبر ۵ گوجرانوالہ)

بقیہ : صـ۱ سے آگے

احمدیہ چک نمبر ۳۴ جنوبی ضلع سرگودھا۔ جماعت احمدیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ مجلس خدام الاحمدیہ چک نمبر ۱۶۲/۱۰ R۔ قائدین مجلس خدام الاحمدیہ علاقہ سندھ قائدین و عاملہ اضلاع سندھ مجلس انصار اللہ دار الصدر جنوبی۔ جماعت احمدیہ شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین۔ جماعت احمدیہ چکوال۔ صدران جماعت ہائے احمدیہ ضلع قصور و ممبران عاملہ جماعت ہائے احمدیہ ضلع قصور۔ لجنہ اماء اللہ ضلع قصور۔ مجلس خدام الاحمدیہ ضلع قصور۔ جماعت احمدیہ قصور شہر۔ لجنہ اماء اللہ شہر سیالکوٹ۔ جماعت احمدیہ حلقہ سنت نگر لاہور۔ لجنہ اماء اللہ اسلام آباد۔ خدام الاحمدیہ علاقہ راولپنڈی۔

وصایا

ضروری نوٹ :-

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۴۴۳ میں مرزا عبدالمجید ولد ٹھیکیدار تاج دین صاحب قوم مغل پیشہ معمار عمر ۴۳ سال بیعت ۱۹۶۱ء ساکن ۱/۱۷ دار النصر وسطی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶-۱۱-۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ مکان برقبہ ۵ مرلہ مالیتی -/۸۰۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۰۰۰ روپے ماہوار بصورت معماری مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ مرزا عبدالمجید ۱/۱۷ دار النصر وسطی ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ میاں معراج دین وصیت نمبر ۲۵۶۵۶۔ گواہ شد نمبر ۲۔ چوہدری بشیر احمد وصیت نمبر ۸۲۷۸۔

مسل نمبر ۲۸۴۴۴ میں ساجدہ حمید رانا بنت رانا حمید اللہ صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۲۱ سال بیعت پیدائشی احمدی ناصر آباد ربوہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲-۱-۹۲ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۲۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ ساجدہ حمید رانا معرفت عبدالحق صدر مجلس موصیان ۱۱۲-۱۱۱ ناصر آباد ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ عبدالحق وصیت نمبر ۱۳۲۶۵۔ گواہ شد نمبر ۲۔ ناصر احمد وصیت نمبر ۱۴۴۶۴۔

بقیہ : صـ۶ سے آگے

بھی کہا جائے گا کہ اگر یہ ثابت ہوجائے کہ لیبیا کے ان دو افراد ہی نے لاکربی میں جہاز کو تباہ کیا تھا۔ تو وہ ۲۷۰ افراد جو مارے گئے تھے کا معاوضہ ادا کرنے کے لئے تیار ہوگا۔ کرنل معمر قذافی نے کئی دفعہ کہا ہے کہ وہ کسی ایسے ملک میں دو افراد پر مقدمہ چلائے جانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا جو غیر وابستہ ہو۔ بعض ممالک کے نام بھی لئے گئے لیکن اقوام متحدہ نے اتفاق نہیں کیا۔ اقوام متحدہ اپنی اس شرط پر مصر ہے کہ ان دونوں افراد کو برطانیہ یا امریکہ کے حوالے کیا جائے۔ اگرچہ ان دونوں نے کہا ہے کہ ہمارے ہاں انصاف ہوگا لیکن لاس اینجلس کے واقعات نے کرنل معمر قذافی کے خیال میں یہ ثابت کردیا ہے کہ وہاں عدالت سے انصاف حاصل کرنا ممکن نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ وزیر مملکت برائے خارجہ مسٹر محمد صدیق کانجو نے کہا ہے کہ مسئلہ کشمیر سلامتی کونسل میں اٹھانے پر غور کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت یہ مسئلہ بین الاقوامی فورموں پر اٹھایا جا رہا ہے جس کے نتیجے میں مسئلہ سلامتی کونسل میں اٹھائے جانے سے قبل سازگار فضا پیدا کی جائے گی۔

○ سندھ ہائی کورٹ نے نیشنل بنک کی ایک رٹ منظور کر لی ہے۔ جس کے تحت وفاقی محتسب کے عہدے کو غیر آئینی قرار دے دیا گیا ہے ہائی کورٹ نے قرار دیا ہے کہ آئین میں اس عہدے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ ڈویژن بنچ نے وفاقی محتسب کے ایک حکم کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے رٹ منظور کر لی۔

○ سانحہ بہاولپور میں ہلاک ہونے والے بریگیڈیئر محمد صدیق سالک کے صاحبزادے سرمد سالک نے کہا ہے کہ ہم نے سانحہ بہاولپور کے ملزموں میں جنرل اسلم بیگ کا نام سرفہرست رکھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ بہت کم لوگوں کو علم ہے کہ جنرل اسلم بیگ نے اپنی ریٹائرمنٹ سے پہلے مارشل لاء لگانے کی ناکام کوشش کی تھی۔ انہوں نے الزام لگایا کہ جنرل بیگ نے جو تنظیم بنائی ہے اس کا مقصد ان کی طرف سے صدر بننے کی راہ ہموار کرنا ہے۔

○ اگرچہ وفاقی حکومت نے گھی کی قیمتوں میں اضافے کا کوئی اعلان نہیں کیا اس کے باوجود بعض جگہوں پر دکانداروں نے از خود نرخ بڑھا دیئے ہیں۔

○ سپریم کورٹ کے فل بنچ نے بلوچستان حکومت کی طرف سے دوسرے صوبوں کے ملازمین کی پنشن اور مراعات روکنے کا حکم کالعدم قرار دے دیا ہے۔

○ سابق نگران وزیر اعظم غلام مصطفیٰ جتوئی نے صدر مملکت سے ملاقات کی اور تازہ حالات پر اپنی رائے سے آگاہ کیا۔

○ افغان وزیر دفاع احمد شاہ مسعود نے افغان فوج کی تنظیم نو کے لئے پاکستان سے مدد طلب کر لی ہے۔ جنگ سے تباہ حال افغانستان کو خوراک اور پیٹرول کے علاوہ [illegible] اسلحے اور دیگر فوجی ساز و سامان کی اشد ضرورت ہے۔

○ [illegible] میں تھانے کے قریب واقع بنک سے ۱۰ لاکھ روپے لوٹ لئے گئے۔

○ بجٹ کے خلاف فیصل آباد میں مزدوروں نے مظاہرہ کیا ہے اور ۲۰ مئی کو ہڑتال کا اعلان کیا ہے۔

○ سندھ کے ڈاکوؤں نے پیپلز پارٹی لاہور کے چھ کارکنوں کو رہا کر دیا۔ پارٹی کارکنوں کی رہائی پنجاب پیپلز پارٹی کی جدوجہد کی وجہ سے ممکن ہو سکی ہے۔

○ خان عبدالولی خان نے کہا ہے کہ افغانستان میں غیر ملکی مداخلت بند ہونی چاہیئے۔

○ آئی ایس آئی کے سربراہ نے کابل میں صدر مجددی سے ملاقات کی۔

○ حزب اسلامی (خالص) کے سربراہ مولوی یونس خالص اپنے تین سو ساتھیوں سمیت کابل چلے گئے ہیں۔

○ بجٹ میں سیلز ٹیکس کے نفاذ کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے سندھ میں ساڑھے سات سو کارخانے بند کر دیئے گئے ہیں۔

○ نائیجیریا میں نسلی فسادات کی آگ بھڑک اٹھنے سے ۲۰۰ افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔

○ کشمیری حریت پسندوں نے میزائلوں سے حملہ کر کے تھانے کی عمارت تباہ کر دی

○ سعودی عرب کے شاہ فہد اپنے خرچے پر وسط ایشیا کی نو آزاد ریاستوں کے ۱۳ ہزار افراد کو حج کروائیں گے۔

○ جنگ سے تباہ ہونے والے عراق کی ۷۰ فیصد تعمیر نو مکمل ہو چکی ہے۔ تباہ ہو جانے والے ۱۳۴ پلوں میں سے ۱۲۰ دوبارہ تعمیر ہو چکے ہیں۔

○ امریکہ صدر صدام کی حکومت کا تختہ الٹنے کے لئے کردوں پر عراقی ظلم و ستم کی دستاویزات جمع کرے گا۔

○ امریکہ اور روس کے تعلقات میں رخنہ آنے لگا ہے۔ روسی سمجھتے ہیں کہ امریکہ ان کی خود مختاری پر حاوی ہونے لگا ہے۔

○ ایران نے بھارت کو تیل برآمد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

○ بھارت اور چین کے درمیان تعلقات بہتر ہو جانے کے امکانات روشن ہیں۔

○ سندھ کے بارے میں جی ایچ کیو میں اہم فیصلوں کی منظوری دی گئی ہے امن و امان کی صورتحال کے بارے میں ڈھائی گھنٹے تک جاری رہنے والے اجلاس کی صدارت وزیر اعظم نے کی۔ سندھ کے وزیر اعلیٰ وزیر داخلہ چیف آف آرمی سٹاف اور دوسرے حساس اداروں کے سربراہ موجود تھے۔ اس میں دہشت گردوں کے مذموم عزائم ناکام بنانے کے لئے اہم فیصلے ہوئے جن پر فوری عمل ہو گا۔ وائس آف امریکہ کے مطابق سندھ کے وزیر اعلیٰ ڈاکوؤں اور دہشت گردوں کی سرکوبی کے لئے فوج کے وہ اختیارات بحال کرنے پر راضی ہو گئے ہیں جو ۱۶ مارچ کو معطل کر دیئے گئے تھے۔ چنانچہ فوجی کمانڈوز صوبائی پولیس کو اعتماد میں لئے بغیر کارروائی کر سکیں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت نے اس مسئلے پر سخت اقدامات کا فیصلہ کیا ہے۔

○ حیدر آباد میں دہشت گردوں کی فائرنگ سے ۷ افراد ہلاک ہو گئے تین دہشت گرد موٹر سائیکلوں پر سوار تھے جنہوں نے شہداد پور کی محلہ میں اندھا دھند فائرنگ کی۔ ۵ افراد شدید زخمی ہو گئے۔

○ پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے کہا ہے کہ جس کو وزیر اعظم کی دوستی راس نہیں اسے کسی کی دوستی راس نہیں آ سکتی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں قومی حکومت کی نہیں قومی اتفاق رائے کی ضرورت ہے۔

بعض اوقات بولا ہوا لفظ تو ٹھیک ہی لگتا ہے لیکن اس کے ہجے غلط ہو جاتے ہیں تو وہی لفظ عجیب لگتا ہے۔ مثلاً نکاح کا لفظ بولا جائے تو ٹھیک لیکن اگر اس کی "ح" کو بدل کر "ہ" بنا دیا جائے تو کیسا لگے گا۔ انسان انسان ہے اور ایسی غلطیاں ہونے کا امکان ہمیشہ باقی رہتا ہے۔

یہ غلطی کاتب حضرات سے چلتی ہے اور پروف ریڈر سے ہوتی ہوئی قارئین تک پہنچتی ہے۔

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ہر قسم کی
جائیداد کی خرید و فروخت
ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے
شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر
ریلوے روڈ رحمت بازار۔ ربوہ
فون گھر: ۴۳۱ آفس: ۵۲۱

قدیمی۔ اولین۔ شہرہ آفاق
حب اٹھراء
سو گولی تیس روپے۔ مکمل کورس ۱۲۰/- روپے
نیران
نرینہ اولاد کی مشہور دوا ۱۲۰/- روپے
زوجام عشق
تیس ۳۰ گولی ۹۰/- روپے
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ گوجرانوالہ پاکستان
فون: ۲۱۹۰۶۵ - ۲۱۸۵۳۴

انڈسٹریل پلاٹ لاہور۔ شیخوپورہ روڈ
۴ کنال سے ۲۰۰ کنال تک جتنی مرضی خریدیں۔ ابھی انڈسٹری لگائیں یا آنے والے وقت کے لئے اپنی اولاد کے واسطے واقع ۱۱ میل از لاہور فیکٹو۔ نیو ایج کیبل اور حالہ فیکٹری کے پاس۔ رابطہ فرمائیں۔
FAROOQS
3-E, MAIN MARKET GULBERG-2 LAHORE
PHONE: 871317-871327 FAX 92-42-877848